

## سرای بعد از فتح مکہ: پس منظر، نتائج، اور عصری اطلاق کے امکانات

Post-Conquest Saraya of Makkah: Background, Results, and Prospects for Contemporary Application

Sanaullah

Ph.D. Research Scholar, Department of Usooluddin, University of Karachi.  
Email: abulubaba2008@gmail.com

Dr. Muhammad Ishaq

Assistant Professor, Department of Usooluddin, University of Karachi.  
Email: dr.ishaqalam@gmail.com

Received on: 04-10-2025

Accepted on: 06-11-2025

### Abstract

In the early days of Islam, the Prophet ﷺ sent out some military missions. Sometimes, he did not go himself but chose a companion (Sahabi) to lead them. These missions are called "Saraya." The Saraya were not only for fighting; they were also to teach people about Islam, keep peace, stop wrong things, and protect Madinah. Learning about these missions helps us understand Islamic history and shows us how to be wise, plan carefully, and lead in a good way. Even today, Muslims face many problems, and studying the rules and lessons of the Saraya can help us connect with our history and find guidance to solve problems. This article will discuss some important Saraya after the Conquest of Makkah and show how we can use their lessons in our time.

**Keywords:** Saraya, Islamic military, Leadership in Islam, Military strategy.

اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں نبی ﷺ کی قیادت میں جو فوجی مہماں روانہ کی گئیں، ان میں سے بعض ایسی تھیں جن میں خود رسول ﷺ شریک نہ تھے، بلکہ کسی صحابی کو پہ سالار مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ ایسی مہماں کو "سرای" کہا جاتا ہے۔ سرای کا مقصد حفظ جنگ و جدال نہ تھا، بلکہ ان کے ذریعے تبلیغ اسلام، امن و امان کا قیام، ظلم کے خلاف اقدام اور ریاستِ مدینہ کے دفاع جیسے اہم مقاصد حاصل کیے گئے۔ ان مہماں کی تفصیل نہ صرف اسلامی عسکری تاریخ کو سمجھنے میں مددیتی ہے، بلکہ ان سے حکمت، تدبر اور اخلاقی اصولوں پر بتنی قیادت کے نمونے بھی سامنے آتے ہیں۔ دورِ حاضر میں جب کہ مسلم دنیا کو مختلف چیلنجز کا سامنا ہے، سرای ایسے متعلق رہنمای اصولوں کا مطالعہ ہمیں نہ صرف اپنی تاریخ سے جوڑتا ہے بلکہ عصرِ حاضر میں درپیش مسائل کا حل تلاش کرنے میں بھی راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ اس مضمون میں فتح مکہ کے بعد ہونے والے منتخب سرایا کا ذکر کیا جائے گا اور یہ بھی بتایا جائے گا کہ دورِ حاضر میں ان سے عملی اور فکری رہنمائی کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے، تاکہ موجودہ مسائل کا بہتر حل نکالا جاسکے۔

لفظ سریئہ کے معنی و مفہوم:

”سریئہ“ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کی جمع ”سرایا“ ہے جس کے لغوی معنی ”قصد اور سیر“ کے ہیں۔ اصطلاحی میں سریئہ سے مراد وہ ہم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے بذات خود شرکت نہیں فرمائی بلکہ اپنے صحابہ کرامؐ میں سے کسی کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ کتاب ”لسان العرب“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”سریئہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کی جمع سرایا ہے۔ لغت میں اس کا مطلب ایسی فوجی جماعت ہوتا ہے جو کسی خاص مision پر بھیجی جائے اور یہ مہماں اکثر ازاداری سے انجام دی جاتی تھیں۔“ (1)

علامہ محمد بن عمر الواقدیؓ نے اپنی کتاب ”المغازی“ میں ”سریئہ“ کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے جیسے:

”سریئہ تعاقب، سریئہ سزا، سریئہ تبلیغ۔ آپ کامانہ ہے کہ ان مہماں سے نبی ﷺ نے دشمنوں کے مقابلے میں ایک پیش بندی کا طریقہ اپنایا تھا۔“ (2)

مندرجہ بالا تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ ”سریئہ“ ان تمام مہماں کو کہا جاتا ہے جن میں نبی ﷺ شرکیک نہ تھے بلکہ آپ نے کسی صحابی کو ایک مخصوص مقصد کے تحت لشکر کے ہمراہ روانہ فرمایا، خواہ وہ ہم دفاعی ہو، تبلیغی ہو یا کسی خاص گروہ کی نگرانی کے لیے ہو۔ نیز سیرت نگاروں اور ماہرین لسانیات کے نزدیک ”سریئہ اور غزوہ“ میں ایک اور فرق یہ ہے کہ غزوہ میں لڑائی کے لیے کم از کم ایک خاص تعداد میں فوجی ہونا ضروری ہے، جبکہ سریئہ میں اس کی کوئی شرط نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ اگر صرف ایک شخص بھی لڑائی کی نگرانی کے لیے بھیجا جائے تو وہ بھی سریئہ شمار ہوتا ہے۔

سرایا کے وجوہات اور اقدامات:

نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں اللہ کے حکم سے کافروں اور مشرکوں کے خلاف جہاد کیا تاکہ فساد اور شر پھینے سے روکا جاسکے اور لوگ اللہ کے احکام کی پیروی کریں۔ قرآن کریم اور کتب سیرت میں غزوات اور سرایا کے بارے میں تفصیل سے ذکر موجود ہے، جس سے ہمیں ان مہماں کے مقاصد اور اہداف سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ چنانچہ مشہور سیرت نگار شاہ مصباح الدین شکیل اپنی کتاب ”سیرت احمد مجتبیؓ“ میں سریئہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس (سریئہ) کا مقصد بڑے حزم و احتیاط سے دشمن کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھنا ہوتا نیز بیدار مغربی اور دور بیانی کی مخالف کی جنگی تیاریاں یا افرادی طاقت کی فرائی کو بار آور نہ ہونے دینا۔ کبھی مجرموں کی سرزنش، کبھی تبلیغ بھی سریئہ کا مقصد بیانی۔ اس کے لیے چھاپ، جھٹپ اور طاقت آزمائی کے ذرائع کام میں لائے گئے۔“ (3)

اسی طرح علامہ شبلی نعمانی سریئہ کے اہم مقاصد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ جن واقعات کو مورخین سریئہ کہتے ہیں، وہ چند قسموں پر مقسم ہے:

1. محکمہ تفتیش یعنی دشمنوں کی نقل و حرکت کی خبر رسانی۔
2. دشمنوں کے حملہ کی خبر سن کر مدافعت کے لئے پیش قدمی کرنا۔
3. قریش کی تجارت کی روک ٹوک تاک وہ مجبور ہو کر مسلمانوں کو حج و عمرہ کی اجازت دیں۔
4. امن و امان قائم کرنے کے لئے تعریزی فوجیں بھیجنے۔
5. اشاعت اسلام کے لئے لوگ بھیجے گئے اور حفاظت کے خیال سے کچھ فوج ساتھ کر دی گئی، اس صورت میں تاکید کردی جاتی تھی کہ تواریخ نہ لیا جائے۔“ (4)

فتح مکہ کے بعد روانہ کیے جانے والے سرایا کا مقصد صرف قتال نہ تھا، بلکہ اردو گرد کے قبائل کے ساتھ معابدوں کو مستحکم کرنا، کسی بھی قسم کی بغاوت یا بد امنی کو ختم کرنا، اسلام کا پیغام پہنچانا اور ریاستِ مدینہ میں امن و استحکام قائم رکھنا بھی ان کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔ ان سرایا سے اسلامی قیادت کی بصیرت، حکمتِ عملی اور حالات کے مطابق درست فیصلے کرنے کی صلاحیت نمایاں ہوتی ہے، جو آج بھی ہمارے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اسی بنابری فتح مکہ کے بعد پیش آنے والے سرایا کی تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

سریہ خالدؓ برائے انہدام عزیؑ (رمضان 8 ہجری):

سریہ خالد بن ولیدؓ برائے انہدام العزیؑ فتح مکہ کے فوراً بعد رمضان 8 ہجری میں روایہ ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو 30 غلام سواروں سمیت نجہ کی طرف بھیجا جہاں قریش اور کلنائے کے قبائل کی طرف سے عبادت کی جانے والی مشہور بہت العزیؑ موجود تھی۔ یہ بت ایک بڑے درخت کی شکل میں تھا اور اس کی حفاظت ایک عورت کرتی تھی۔ خالدؓ نے بت کو توڑ دیا، اس کا خانہ جلا دیا، اور جب ایک سیاہ فام عورت (شیطان کی شکل میں) نمودار ہوئی تو اسے تواریخ سے قتل کر دیا۔ جب خالدؓ مدینہ واپس آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "یہی العزیؑ تھی۔"

یہ سریہ توحید کی بالادستی قائم کرنے کا ایک اہم واقعہ تھا۔ (5)

سریہ کامیاب رہی۔ حضرت خالدؓ العزیؑ کا بت توڑ دیا، اس کا خانہ جلا دیا، اور اس کی حفاظت کرنے والی عورت (شیطان) کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد نجہ اور آس پاس کے علاقوں میں بت پرستی کا خاتمه ہو گیا، اور لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ عصر حاضر میں یہ سریہ ہمیں توحید کی حفاظت اور شرک کی جڑیں کامیاب سبق دیتا ہے۔ آج کے دور میں جب مختلف صورتوں میں معاشری، سیاسی اور ثقافتی شرک پھیل چکا ہے، مثلاً دولت پرستی، قوم پرستی اور طاقت کی پوجا، تو یہ واقعہ یاد دلاتا ہے کہ اسلام کی سر بلندی کے لیے واضح پُر عزم اور بروقت اقدام ضروری ہے۔ اس سے یہ پیغام بھی ملتا ہے کہ ایمان کی بنیاد صرف اللہ کی وحدانیت پر قائم رہنی چاہیے اور ہر اس نظریے یا عمل کو ختم کرنا چاہیے جو انسان کو غیر اللہ کی بندگی کی طرف لے جائے۔

سریہ عمرو بن العاصؓ برائے انہدام سواع (رمضان 8 ہجری):

یہ سریہ نبی کریم ﷺ نے بت پرستی کے خاتمے اور توحید کی بالادستی کے لیے رمضان 8 ہجری میں حضرت عمرو بن العاصؓ کی قیادت میں

تقریباً 40 اصحاب کے ساتھ نجد یا روحات کی طرف بھیجا، جہاں قبلہ ہذیل کابت سواع موجود تھا۔ یہ ایک بڑا پھر تھا، جسے دور دور سے لوگ پوچھتے تھے۔ عمرو بن العاص <sup>رض</sup> نے بغیر کسی لڑائی کے اس بت کو توڑ دیا اور واپس لوٹ آئے۔ یہ سریہ فتح مکہ کے بعد کی صفائی مہم کا حصہ تھا، جس میں العیز، مثناۃ اور سواع جیسے بتوں کو بہت بنا گیا۔ (6)

یہ سریہ کامیاب رہا اور سواع کابت مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ قبلہ ہذیل نے کوئی سخت مزاحمت نہ کی۔ اس سے ہذیل کا بڑا حصہ اسلام کی طرف مائل ہوا اور عرب میں توحید کی راہ ہموار ہوئی۔ اس سریہ میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا، جو اس کی حکیمانہ کامیابی کو ظاہر کرتا ہے۔ تاہم عصر حاضر میں ہمیں اس سریہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ شرک، بدعتات اور توهات کے خاتمے کے لیے پر امن مگر پختہ اتدامات ضروری ہیں۔ تبلیغ میں مقامی رہنماؤں کو شامل کرنا موثر ہوتا ہے، اور طاقت کا استعمال ہمیشہ حکمت اور رحم کے ساتھ ہونا چاہیے۔

سریہ سعداً شعلیٰ برائے انہدام منات (رمضان 8 ہجری):

یہ سریہ فتح مکہ کے بعد بت شکنی کی مہم کا حصہ تھا، جو رمضان 8 ہجری میں نبی کریم ﷺ کی طرف روانہ کیا گیا۔ سعد بن زید اشعری <sup>رض</sup> کو چند اصحاب کے ساتھ مشہور مقام مثلث کی طرف بھیجا گیا، جہاں قبلہ ثقیف اور بنی بکر وغیرہ کابت مثناۃ واقع تھا۔ یہ بت جاہلیت کے بڑے بتوں میں سے ایک تھا اور اس کی پوجا در دراز سے کی جاتی تھی۔ سعد بن زید نے بغیر کسی بڑی جھٹپٹ کے بت کو توڑ دیا اور واپس لوٹ آئے۔ (7)

اس سریہ کے نتیجے میں بت ”مثناۃ“ مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔ سعد نے نہایت حکمت اور صبر سے کام لیا، جس کی وجہ سے کسی بڑے تصادم کی نوبت نہیں آئی۔ اس کامیاب مثناۃ کی بدولت کئی لوگ خصوصاً قبلہ ثقیف اور بنی بکر کے افراد اسلام کی طرف مائل ہوئے۔ عصر حاضر کے لیے اس سریہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ شرک، بدعتات اور توهات کے خاتمے کے لیے پر امن مگر مضبوط جدوجہد ضروری ہے۔ دین کی تبلیغ میں ایسے مقامی رہنماؤں کی مدد و مدد جاتی ہے جو اپنے ماحول اور لوگوں کے مزاج کو بہتر سمجھتے ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ، طاقت اور اثر کا استعمال ہمیشہ حکمت، رحم اور گفتگو کے ذریعے ہونا چاہیے تاکہ دلوں میں نرمی اور اصلاح کا جذبہ پیدا ہو، نہ کہ ضد یا مزاحمت۔

سریہ خالد <sup>رض</sup> برائے بنو خزیمہ (شووال 8 ہجری):

شووال 8 ہجری میں رسول ﷺ نے بنو خزیمہ کے قبلے کے خلاف ایک سریہ بھیجا تاکہ وہ اپنے وعدے اور امن کے اصولوں کی خلاف ورزی کے سبب سزا پائیں اور اسلام کی بالادستی قائم ہو۔ اس سریہ کی قیادت حضرت خالد بن ولید <sup>رض</sup> نے پہلے اسلام قبول کیا تھا لیکن بعد میں کچھ معاهدے کی خلاف ورزی کی اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بندی کی۔ اس سریہ میں خالد نے اسلام کے اصولوں اور حکمت کے مطابق کارروائی کی، جس سے بنو خزیمہ کی طاقت میں کمی آئی اور امن قائم ہوا۔ (8)

سریہ کامیاب رہا اور بنو خزیمہ کا زیادہ حصہ آخر کار اسلام قبول کر گیا۔ حضرت خالد <sup>رض</sup> نے قبلے کے ساتھ بات چیت کے ذریعے معاملہ حل کیے اور صرف معمولی جھٹپٹ ہوئی۔ اس سریہ سے عصر حاضر کے لئے یہ سبق ملتا ہے کہ معاشرتی نظم و ضبط قائم رکھنے کے لیے حکمت اور صبر کے

ساتھ کام لینا ضروری ہے، جیسے آج کے دور میں قانون کی حکمرانی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ طاقت استعمال کرنے سے پہلے بات چیت اور سمجھوتے کی کوشش کی جانی چاہیے اور اصلاح کے عمل میں مقامی ثقافت اور حالات کو سمجھنا، ہم ہے تاکہ لوگوں کو دین اور اصولوں کے قریب لایا جاسکے۔

سریہ ابو عامر اشعریؒ (شوال 8 ہجری):

یہ مہم حضرت ابو عامر اشعریؒ (جو ایک معروف صحابی اور اشعری قبیلے سے تعلق رکھتے تھے) کی قیادت میں شوال 8 ہجری میں روانہ کی گئی۔ یہ سریہ غزوہ حسین اور فتح مکہ کے بعد پیش آیا، جب مختلف قبائل اسلام کے خلاف متحد ہو رہے تھے۔ غزوہ حسین میں ہوازن اور شفیق قبائل نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا، جو مکہ کی فتح کے بعد کی سب سے بڑی جنگ تھی۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے فتح حاصل کی، لیکن دشمن کی باقی ماندہ افواج اور طاس کی وادی میں بھاگ گئیں، جہاں انہوں نے دوبارہ جمع ہو کر مزاحمت کی تیاری شروع کی۔ اسی پس منظر میں سریہ ابو عامر اشعریؒ روانہ کیا گیا۔ اس مہم کے اسباب میں سب سے پہلے دشمن کی باقیات کا خاتمه شامل تھا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے چاہتے تھے کہ ہوازن کی پیچ ہوئی فوج کو مکمل طور پر ختم کیا جائے تاکہ وہ دوبارہ اسلام کی توسعی میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ دوسرے اسباب علاقائی استحکام تھا، کیونکہ مکہ کی فتح کے بعد عرب قبائل کے اتحاد کو توڑنا ضروری تھا تاکہ اسلامی سلطنت مستحکم ہو سکے۔ تیسرا سبب دشمن کی حوصلہ شکنی تھا، تاکہ ان کی شکست کے بعد ان کی باقیات کو ختم کر کے دیگر قبائل کے لیے عبرت کا سامان پیدا کیا جاسکے۔ یہ تمام اسباب اس وقت کی سیاسی اور فوجی حکمتِ عملی کا حصہ تھے۔

اس سریہ کے نتائج نہایت اہم اور دو رس ثابت ہوئے۔ حضرت ابو عامر اشعریؒ نے دشمن کے سردار کو ہلاک کیا، لیکن خود ایک زہر لیے تیر سے شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے چجاز اور جہانی حضرت ابو موسیٰ اشعریؒ نے فوری طور پر قیادت سنبھالی اور مسلمانوں کو فیصلہ کرن فتح دلائی۔ اس مہم میں متعدد دشمن ہلاک ہوئے، قیدی بنائے گئے، اور قابل ذکر مال غنیمت حاصل ہوا۔ اس کے نتیجے میں ہوازن کی طاقت بالکل ٹوٹ گئی، جس سے اسلامی سلطنت کی توسعی میں آسانی پیدا ہوئی۔ (9)

اس واقعے سے آج کے دور کے لیے کئی اہم سبق ملتے ہیں۔ سب سے پہلا سبق صبر اور اللہ پر بھروسے کا ہے، جیسا کہ سورۃ التوبہ (آیت 25) میں حسین کے دن کی مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی صرف اللہ کی مدد سے ملتی ہے۔ دوسرا سبق بروقت قیادت کی اہمیت ہے، جیسے حضرت ابو عامرؓ کی شہادت کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعریؒ نے فوراً قیادت سنبھالی اور لشکر کو فتح دلائی۔ تیسرا سبق یہ ہے کہ دشمن کی باقی قوت کو ختم کرنا ضروری ہے تاکہ وہ دوبارہ فتنہ نہ پھیلائیں۔ چوتھا سبق عفو و در گزر کا ہے، جیسا کہ رسول ﷺ نے قیدیوں کے ساتھ نرمی بر تی۔ پانچواں سبق اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے، جو مسلمانوں کی کامیابی کی بنیاد ہے۔ یہ تمام اصول آج کے دور میں امن، انصاف اور اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

سریہ عینہ بن حصن (محرم 9 ہجری):

سریہ عینہ بن حصن وہ فوجی مہم تھی جو حرم 9 ہجری میں حضرت عینہ بن حصن فزاری کی قیادت میں 50 سواروں کے ساتھ روانہ کی گئی۔ اس سریہ کے اسباب مالی اور انتظامی نویعت کے تھے۔ رسول ﷺ نے حضرت عینہؓ بونو تمیم کے علاقے میں زکوٰۃ و صوی کے لیے بھیج، لیکن بواں بار (جو بونو تمیم کی ایک شاخ تھی) نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر کے ان پر حملہ کیا۔ یہ رویہ اسلامی ریاست کے نظم کے خلاف تھا کیونکہ مکہ کی فتح کے بعد تمام عرب قبائل کو اسلامی نظام کے تابع لانا ضروری تھا تاکہ ریاست مضبوط ہو اور کوئی بغاوت نہ ہو، اس لیے یہ مہم نظم و استحکام برقرار رکھنے کے لیے بھیجی گئی۔

اس سریہ کے نتائج فوری اور دور رہ تھے۔ حضرت عینہؓ نے رات کے وقت سفر کر کے بواں بار پر اچانک حملہ کیا، جب وہ مویشی چرار ہے تھے، اور 63 افراد (11 مرد، 22 عورتیں، 30 بچے) کو قید کر کے مدینہ لے آئے۔ بعد میں بونو تمیم کا وفد معافی مانگنے آیا، رسول اللہ ﷺ نے بچوں کی حالت دیکھ کر زکوٰۃ کی ادائیگی کے وعدہ کے ساتھ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا اور لیا۔ (10)

یہ ہم عفو، عدل اور دعوتِ اسلام کی روشن مثال ہے۔ اس سے آج کے دور میں عدل و انصاف کے قیام، ٹیکس یا زکوٰۃ جیسے مالی نظام کی شفافیت، فکری و سفارتی مکالے، اور انسانی ہمدردی کے اصولوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

سریہ قطبہ بن عامر (صفر 9 ہجری):

یہ سریہ صفر 9 ہجری میں رسول ﷺ کے حکم سے حضرت قطبہ بن عامرؓ کی قیادت میں 20 مجاہدین کے ساتھ روانہ ہوا۔ یہ مہم رات کے وقت ہوئی اور دشمن پر اچانک حملہ کر کے ان کے چند افراد کو ہلاک کیا گیا، کچھ قیدی بنائے گئے اور مال غنیمت حاصل ہوا۔ بونو خشم کے کچھ گروہ شام جانے والے اسلامی تجارتی قافلوں پر حملہ آور ہو رہے تھے اور راستوں میں خوف و اضطراب پیدا کر رہے تھے۔ اس لیے رسول ﷺ نے حضرت قطبہ بن عامرؓ کو پہلی دی کہ وہ ان کے خلاف کارروائی کریں تاکہ راستے محفوظ رہیں اور اسلامی ریاست کی سرحدوں پر نظم و امن قائم ہو۔

سریہ کامیاب رہی۔ حضرت قطبہؓ نے دشمن پر رات کے وقت حملہ کر کے ان کے کئی افراد کو ہلاک کیا، کچھ کو قید کیا، اور مال غنیمت حاصل کیا۔ اس کارروائی سے علاقے میں امن قائم ہوا اور اسلامی قافلے محفوظ ہو گئے۔ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا گیا، اور رسول ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، جس پر بعض افراد مسلمان ہو گئے۔ یہ مہم نہ صرف عسکری کامیابی تھی بلکہ دعوتی پہلو بھی رکھتی تھی، کیونکہ اس کے نتیجے میں شمالی عرب کے کئی قبائل نے اسلام کے بارے میں نرمی اختیار کی۔ (11)

اس سریہ سے موجودہ دور کے لیے کئی اہم اساق حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے رسول ﷺ نے سرحدی علاقوں کی حفاظت کیلئے یہ مہم بھیج کر قومی سلامتی کی اہمیت واضح کی، جو آج کے دور میں مضبوط دفاعی نظام کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔ بونو خشم کی شورش کو ختم کر کے اسلامی حکومت نے قانون اور نظم و عدل کی بالادستی قائم کی، جو جدید گورنمنس کے لیے نمونہ ہے۔ حضرت قطبہؓ کے رات کے وقت اچانک حملے نے عسکری تیاری اور حکمتِ عملی کی اہمیت کو ظاہر کیا، جو جدید اسلامی اصولوں کے مطابق ہے۔ قیدیوں سے حسن سلوک اور دعوتی طرزِ عمل

اسلام کی اخلاقی برتری اور انسانیت کے احترام کا عملی ثبوت ہے۔

سریہ فحکُّ بن سفیان (ریج الاول 9 ہجری):

سریہ فحکُّ بن سفیان، جسے سریہ بنو کلاب بھی کہا جاتا ہے، ریج الاول 9 ہجری میں پیش آیا۔ رسول ﷺ نے حضرت فحکُّ بن سفیان کو ایک شکر کے ساتھ ان کے اپنے قبیلے بنو کلاب کی طرف بھیجا۔ اس مہم کا مقصد قبیلے کے مشرک لوگوں کو تنبیہ کرنا اور انہیں اسلام کی تعلیم دینا تھا۔ جب حضرت فحکُّ کی قیادت میں مسلمان وہاں پہنچے تو بنو کلاب نے مزاحمت کی، لیکن کچھ ہی دیر میں وہ ٹکست کھا گئے۔ (12)

اس سریہ کے اہم مقاصد میں اسلام کی دعوت کو مزید پھیلانا شامل تھا۔ رسول ﷺ چاہتے تھے کہ عرب کے تمام قبائل تک دین اسلام کا پیغام پہنچے، اس لیے مختلف علاقوں میں وفود اور مہمات بھیجی جاتی تھیں۔ بنو کلاب قبیلے کے کچھ لوگ اسلامی حکومت کے نظم کے خلاف سرگرم تھے، اس لیے ان کو سمجھانا اور امن و اطاعت کی طرف لانا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ، مکہ اور طائف کی فتح کے بعد مقصد یہ بھی تھا کہ اطراف کے تمام قبائل ریاستِ مدینہ کے نظم و قانون کے تابع ہو جائیں تاکہ کہیں بھی بغاوت یا بدِ امنی نہ پھیل سکے۔ (13)

سریہ فحکُّ بن سفیان کامیاب رہا۔ بنو کلاب کے زیادہ تر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور رسول ﷺ کے نمائندوں سے صلح کر لی، جس سے علاقے میں امن قائم ہو گیا۔ اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اسلام کی دعوت تواریخ سے نہیں بلکہ نرمی، حکمت اور بات چیت سے پھیلتی ہے۔ ریاست کی مصوبو طی قانون کی پابندی سے ہوتی ہے، اور مسلمانوں کو ہر حال میں صبر، اخلاق اور صلح کو ترجیح دیتی چاہیے۔ یہ سریہ بتاتا ہے کہ اسلام امن، عدل اور بھائی چارے کا دین ہے، اور طاقت کا استعمال صرف ضرورت کے وقت کیا جاتا ہے۔

سریہ علقہ بن مجرر مدجی (ریج الاول 9 ہجری):

یہ سریہ ریج آخر 9 ہجری میں ہوا۔ رسول ﷺ نے جب یہ اطلاع ملی کہ جدہ کے ساحل کے قریب جبše (ابسینیا) کے کچھ لوگ کشتوں سے آئے ہیں اور انہیں ڈاکوؤں کا شہبہ ہے، تو آپ ﷺ نے حضرت علقہ بن مجررہ المدجی کو 300 سواروں سمیت جدہ کی طرف بھیجا۔ اس مہم کا مقصد ساحلی علاقے کی حفاظت کرنا اور کسی بھی مکنہ خطرے کو روکنا تھا، کیونکہ فتح مکہ کے بعد اسلامی ریاست کی سرحدیں وسیع ہو چکی تھیں اور ان کی نگرانی ضروری تھی۔ (14)

یہ سریہ بغیر کسی جانی نقصان کے کامیاب ہوا اور ساحلی علاقہ محفوظ ہو گیا کیونکہ جب مسلمان فوج سمندر عبور کر کے ایک جزیرے پر پہنچی تو جبše والے بھاگ گئے اور کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ کچھ مسلمان اپنے گھروں کی طرف واپس جانا چاہتے تھے، تو حضرت علقہ نے عبد اللہ بن حذافہ اُسہمی کو ان کا امیر مقرر کیا۔ واپسی پر عبد اللہ نے مذاق میں کہا کہ آگ میں کو دجاو، مگر پھر بتایا کہ یہ مذاق تھا۔ جب یہ بات رسول ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُطِيعُوا مَنْ أَمْرَكُمْ بِمَعْصِيَةٍ۔ (15)

”آنکہ کی طرف حکم دینے والے کی اطاعت نہ کرو۔“

اس سریہ سے عصر حاضر میں استفادہ کے لیے جو ہنما اصول ملتے ہیں ان میں اثیلی جنس اور سائبر تھریٹس کی طرح، فوری دفاعی اقدامات کی اہمیت ہے، بیان کرد و حدیث نبوی ﷺ سے یہ سبق ملتا ہے کہ قیادت کے احکامات پر عمل کرتے وقت واضح ہے کہ کسی غیر شرعی یا غیر قانونی حکم کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

سریہ عبد اللہ بن حذافہ (ریج الاول 9 ہجری):

یہ سریہ نبی ﷺ نے عبد اللہ بن حذافہ بن قیاس الحمیتی کی قیادت میں 300 مجاہدین کے ساتھ ریج الاول 9 ہجری میں روانہ فرمایا۔ ان کا ہدف یمن کے قریب ساحلی علاقے جرش یا عدن کی سمت تھا، جہاں دشمن قبیلے (خصوصاً بنی حمیر یا بعض غیر مسلم عرب قبائل) کے متعلق اطلاعات تھیں کہ وہ اسلامی ریاست کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ (16)

سریہ کامیاب رہی، نتائج کے طور پر دشمن کی فوری پسپائی، ساحلی راستوں کا نسبتاً محفوظ ہو جانا اور اسلامی ریاست کے اطراف میں قوت نفوذ کا اعلانیہ پیغام شامل ہیں۔ اس سریہ سے عصر حاضر کیلئے یہ سبق ملتا ہے کہ بعض حالات میں طاقت کا بروقت مظاہرہ ہی بڑے تصادم کو ٹھال سکتا ہے اور امن کے لیے فضاء پیدا کر سکتا ہے۔ نیز جب قابل اعتبار خفیہ معلومات ملے تو فوراً آمنظم اور محتاط کارروائی ضروری ہے۔

سریہ بنو طل (ریج الثانی 9 ہجری):

سریہ بنو طل (یا بنو طلی) جیسے سریہ علی بن ابی طالبؑ بھی کہا جاتا ہے ریج الثانی 9 ہجری میں روانہ کیا گیا۔ بنو طل قبیلہ قحطان کے سب سے بڑے قبیلے "بنو خشم" کی ایک شاخ تھے جو طائف سے متصل پہاڑی علاقے میں رہتے تھے۔ رسول ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالبؑ کو 150 مجاہدین کے ساتھ روانہ فرمایا۔ یہ سریہ غالص النصار پر مشتمل پہلا دستہ تھا جس کی قیادت مہاجر (حضرت علیؑ) کو دی گئی، جو امت میں اتحاد کی عظیم مثال ہے۔

بنو طل قبیلہ، جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا تھا، غزوہ حسین کے بعد دو بارہ مرتد ہو کر بت پرستی میں مبتلا ہو گیا۔ انہوں نے ایک عورت کو زندہ "دیوی" "قرار دے کر اس کی عبادت شروع کی اور اس کے حضور نذریں پیش کرنے لگے۔ یہ قبیلہ طائف کے قریب تھامہ بن اشیل کے علاقے سے متصل پہاڑی خطے میں آباد تھا، اور اس کی بغاوت سے اسلامی ریاست کے جنوب مغربی سرحدی علاقوں کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ سریہ مرتد قبائل کے خلاف اسلامی حکومت کا پہلا بڑا اقدام ثابت ہوا، جس کا مقصد ریاست کی وحدت اور داخلی استحکام کو برقرار کھانا تھا۔

حضرت علیؑ نے رات کو چھاپ مار کارروائی کی۔ بنو طل غفلت میں تھے، لڑائی ہوئی جس میں 20 سے زائد شمن ہلاک ہوئے، خواتین اور بچوں سمیت قیدی بنائیے گئے۔ مال غنیمت بہت ملا، غالص طور پر اونٹ اور بکریاں۔ ایک عورت جو خود کو "دیوی" کہلاتی تھی بھی قیدی بنی۔ مال غنیمت پانچویں حصہ (خمس) نکال کر باقی مجاہدین میں تقسیم ہوا۔ یہ سریہ کمل کامیابی تھی، بنو طل دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے اور کبھی مرتد نہ ہوئے۔ (17)

سریہ بتوطے سے عصر حاضر کے لیے جو سبق ملتے ہیں ان میں سب سے پہلا سبق اچانک حملہ (surprise attack) ملتا ہے؛ آج کی اپنی فور سزا سی طرز پر آپریشن کرتی ہیں۔ دوسرا عظیم سبق قیدیوں کے ساتھ رحم ہے؛ رسول ﷺ نے تمام قیدی بشویں دیوی عورت کو فور آزاد فرمادیا۔ تیسرا اصول مرتد گروہوں سے غنیمت کا ہے جبکہ چوتھا سبق انصار مہاجر اتحاد کا ہے؛ خاص انصار دستے پر مہاجر (حضرت علیؑ) کی قیادت merit-based leadership کی بہترین مثال ہے۔

سریہ حضرت خالد بن ولیدؑ برائے اکیدر (رجب 9 ہجری):

سریہ خالد بن ولیدؑ برائے اکیدر دو مک کیلئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؑ کو 420 سواروں (بعض روایات میں 400) کے دستے سمیت رجب 9 ہجری میں روانہ فرمایا۔ اکیدر بن عبد الملک کندی قبیلہ بنو کنہ کے مسیحی سردار تھے جو دو مہینے الجندل (موجودہ شمالی سعودی عرب، اردن کی سرحد کے قریب) کے قلعہ بند شہر کے حاکم تھے۔ یہ علاقہ شام کی طرف جانے والی اہم تجارتی شاہراہ پر تھا اور روم کے زیر اثر تھا۔ دراصل فتح مکہ کے بعد اکیدر نے اسلام قبول کرنے میں دلچسپی نہیں دکھائی اور روم کے ساتھ اپنے تعلقات مضبوط رکھے۔ اس علاوہ اس علاقے سے تجارتی قافلوں پر حملہ بھی ہو رہے تھے جس سے مسلمان تاجروں کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ سریہ اسلامی ریاست کی حدود میں توسعی، شام کے راستے کھولنے اور جزیہ کے نظام کو نافذ کرنے کا پہلا عملی اقدام ثابت ہوا۔

حضرت خالدؑ نے رات کو پچھاپہ مارا، قلعہ کے دروازے توڑ دیے، اکیدر کو زندہ گرفتار کر لیا۔ اس کے بھائی حسن کو لڑائی میں قتل کر دیا گیا۔ شہر فتح ہوا، مال غنیمت میں ہتھیار، ریشمی کپڑے اور اونٹ ملے۔ اکیدر کو مدینہ لا یا گیا تو رسول ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی، اس نے جزیہ دینے پر رضامندی ظاہر کی اور اسے رہا کر دیا۔ جزیہ سالانہ 2000 دینار، 2000 اونٹ، 2000 کریاں اور 400 جوڑے ریشمی کپڑے مقرر ہوا۔ اکیدر واپس جا کر اپنے علاقے میں اسلام پھیلانے لگا اور بعد میں مسلمان ہو گیا۔ یہ سریہ بغیر بڑے جانی نقصان کے مکمل فتح تھا اور شام کی طرف اسلامی فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ (18)

سریہ اکیدر سے عصر حاضر کے لیے چند اہم اسماق اخذ کیے جاسکتے ہیں جو فوجی حکمت عملی، سفارت کاری، اقتصادی پالیسی اور بین المذاہب تعلقات کے عالمی معیار کے مطابق ہیں۔ پہلا سبق رات کا اچانک حملہ ہے، جس سے دشمن پر فوری اثر ڈالنا ممکن ہوا۔ دوسرا سبق جزیہ کا جدید ٹکیس نظام ہے، جس کے تحت غیر مسلم شہریوں سے دفاع کے بد لے مالی محصول لیا گیا۔ تیسرا اصول قیدیوں کے ساتھ رحم ہے؛ اکیدر کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ رہا کیا گیا، جو آج کے دور میں قیدیوں کے تبادلے کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ چوتھا سبق معاشری سفارت کاری ہے؛ جزیہ اور مال غنیمت سے اسلامی ریاست کی معیشت مضبوط ہوئی۔ پانچواں اصول مسیحی مسلم تعلقات ہے؛ اکیدر ایک مسیحی تھا لیکن رہا ہونے کے بعد اسلامی ریاست کا حلیف بن گیا، جو بین المذاہب تعلقات کی اہم مثال ہے۔

سریہ خالد بن ولیدؑ بخارث کا قبول اسلام (جمادی الاولی 10 ہجری):

سریہ خالد بن ولیدؑ بخارث بن کعب جمادی الاولی 10 ہجری میں روانہ کیا گیا ایک پر امن اور کامیاب سفارتی فوجی مہم تھا۔ بخارث نجران کا

ایک میسیحی سرداری قبلہ تھا جنہوں نے توبوک کے موقع پر رسول ﷺ کے ساتھ عارضی معاهدہ کیا تھا مگر مکمل طور پر اسلام قبول نہیں کیا تھا؛ چونکہ نجران شام اور یمن کے درمیان اہم تجارتی شاہراہ پر واقع تھا، اس لیے اس کی وفاداری اسلامی ریاست کے لیے نہایت ضروری تھی۔ لہذا رسول ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو 400 مجاہدین کے ساتھ بھیجا اور حکم فرمایا:

ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَجَابُوا فَاقْمِ عِنْدَهُمْ يَوْمَئِنْ أَوْ ثَلَاثَةَ تَعْلِمُهُمْ، وَإِنْ أَبْوَا فَقَاتِلُهُمْ۔ (19)

”پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو، اگر مان جائیں تو دو تین دن ٹھہر کر تعلیم دو، اور اگر انکار کریں تو جنگ کا کرو۔“

حضرت خالدؓ نے 20 دن تک دعوت دی، کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ بنو حارث کے سردار قیس بن الحصین، یزید بن عبدالمجبد اور یزید بن المقداد سمیت ہزاروں افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے بنو حارث کو نجران میں رہنے کی اجازت دی، ان کے گرجاگھر محفوظ رہے، اور انہیں زکوٰۃ، جہاد اور سود سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ یہ معاهدہ تحریری طور پر لکھا گیا جو آج بھی ”وثیقۃ نجران“ کہلاتا ہے۔ یہ سریہ مکمل طور پر خوزیری سے پاک فتح تھی اور یمن، نجران مکمل طور پر اسلامی ریاست میں شامل ہو گیا۔ (20)

یہ سریہ ہمیں اسلام کی دعوت، جنگ کی حکمت عملی اور اخلاقی اصولوں کے بارے میں اہم سبق دیتا ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے 400 مجاہدین کے ساتھ 20 دن تک صرف دعوت دی، اس دوران جنگ نہیں کی گئی۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ امن کو جنگ پر ترجیح دینی چاہیے اور مسائل کو بات چیت سے حل کرنا چاہیے۔ دوسرا سبق اقلیتی حقوق کا ہے، جس میں نجران کے مسیحیوں کو اپنے گرجاگھروں، عبادات اور جانشیداد کی آزادی دی گئی۔ یہ معاهدہ اقلیتی گروپوں کے حقوق کی حفاظت کرتا تھا، جو آج بھی انسانی حقوق کے معیارات میں شامل ہے۔ یہ واقعہ ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ اسلام کی دعوت میں جر نہیں، بلکہ دلوں کی تبدیلی کے ذریعے پھیلانی چاہیے، اور دفاعی حکمت عملی میں اخلاقی اصولوں کی پیروی کرنی چاہیے۔

سریہ حضرت علیؓ بسوئے یمن (رمضان 10 ہجری):

سریہ حضرت علیؓ بسوئے یمن رمضان 10 ہجری میں 300 مجاہدین کے ساتھ روانہ کی گئی۔ اس سریہ کی بنیادی وجوہات میں سب سے اہم یمن کے قبائل کے درمیان انتشار اور امن قائم کرنے کی ضرورت تھی، کیونکہ قبائل کے درمیان لڑائیوں سے علاقے میں بدامنی پھیل رہی تھی۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے تجارتی قافلوں پر حملے بھی بڑھ گئے تھے، جس سے مسلمانوں کو مالی نقصان پہنچ رہا تھا، اس لیے فوجی کارروائی کی ضرورت تھی۔ مزید برآں، حضرت علیؓ نے اس مہم کے ذریعے اسلام کی تبلیغ اور جزیہ کے نظام کو نافذ کرنا مقصود بنایا تاکہ اسلامی ریاست کی حدود میں استحکام پیدا ہو اور شامی علاقوں تک سکیورٹی قائم رہے۔ اس کے علاوہ، اسلامی ریاست کی سیاسی اور فوجی طاقت کو مضبوط کرنا بھی اس سریہ کا ایک اہم سبب تھا، تاکہ مسلمان دشمن کے سامنے مضبوط اور منظم رکھائی دیں۔

حضرت علیؓ جیسے ہی یمن پہنچ اور نبی ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا، قبیلہ حمدان نے ایک ہی دن میں اسلام قبول کر لیا۔ مدح قبیلے نے بتدا کی طور پر مراجحت کی مگر پھر ہتھیار ڈال دیے۔ حضرت علیؓ نے بت خانہ ”فلس“ کو تباہ کیا، زکوٰۃ و جزیہ وصول کیا، اور عدالتی فیصلے کیے جن میں ایک

یہودی عورت اور مسلمان کے جھگڑے میں منصفانہ فیصلہ کیا۔ نبی ﷺ کو خوشخبری ملی تو آپ ﷺ نے اللہ رب العزت کے سامنے سر بسجود ہو کر شکر ادا فرمایا۔ (21)

حضرت علیؑ کی سریہ یہن سے آج کے لیے کئی رہنماء صول اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ سب سے پہلے، حکمت اور نرمی کے ساتھ دعوت دینا ضروری ہے؛ تنازعات میں پہلے بات چیت اور خط و کتابت سے کام لینا چاہیے اور سخت اقدامات آخری حل ہوں۔ دوسرا، عدل و مساوات کا نفاذ؛ حضرت علیؑ نے یہودی اور مسلمان کے مقدمے میں یکساں فیصلہ کیا، جو آج کے عدالتی نظام اور انسانی حقوق کے لیے نمونہ ہے۔ تیسرا، قیادت میں تسلسل اور تبدیلی؛ بنا کامی کے بعد نیالیڈر اور نیا انداز اپنانا ضروری ہے۔ چوتھا، معاشری انصاف اور زکوٰۃ کا نظام مضبوط کرنا؛ یہن سے وصول شدہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع کی گئی، جو آج کے ویفیر اور زکوٰۃ فنڈز کے لیے مذہل ہے۔ آخر میں، شفافی احترام کے ساتھ مثبت تبدیلی؛ یہن کے بت "فلس" کو توڑنے سے پہلے دعوت دی گئی، جو آج گلوبالائزیشن میں قابل عمل ہے۔

سریہ حضرت اسامہ بن زیدؓ (صفر 11 ہجری):

صفر 11 ہجری میں نبی ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں ایک لشکر تیار کیا اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کا امیر بنایا۔ حضرت اسامہؓ اس وقت صرف 18 سال کے نوجوان تھے۔ اس لشکر میں حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، ابو عبیدہؓ جیسے بڑے صحابہؓ بھی شامل تھے۔ یہ لشکر شام کے علاقے بقاء کی طرف بھیجا گیا تھا۔ چند صحابہؓ نے حضرت اسامہؓ کے متعلق فرمایا کہ یہ بہت چھوٹے ہیں، امیر کیسے بن سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ تَطْعُنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلٍ، وَإِنَّمَا اللَّهُ أَنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ مَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْهِ، وَإِنَّ هَذَا لَمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ۔ (22)

"اگر آج تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد کی امارت پر اسی طرح اعتراض کر چکے ہو اور اللہ کی قسم! اس کے والد (زیدؓ) امارت کے بہت لائق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے اور یہ (یعنی اسامہؓ) بھی ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔" اس سے واضح ہوا کہ قیادت عمر کی نہیں بلکہ الہیت کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔

سریہ اسامہ بن زیدؓ کے بنیادی اسباب میں سب سے نمایاں سبب یہ تھا کہ رومی افواج نے معمر کہ موتہ میں حضرت زیدؓ (حضرت اسامہؓ کے والد)، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبد اللہ بن رواحؓ کی شہادت کے بعد عرب سرحدوں پر اپنی عسکری موجودگی بڑھادی تھی، جس کا جواب دینا دفاعی نقطہ نظر سے ضروری ہو گیا تھا۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ اسلامی ریاست کے گرد و نواح میں امن و استحکام کو برقرار رکھنا تھا تاکہ بیرونی دشمن داغلی بغاوتوں کو ہواند دے سکیں۔ تیسرا ہم سبب یہ تھا کہی رسول ﷺ نے آخری ایام میں بھی امت کو یہ عملی سبق دیا کہ دفاعی تیاری ترک نہیں کی جاسکتی، اسی مقصود کے تحت نبی ﷺ نے یہ سریہ روانہ فرمایا۔ (23)

سریہ اسامہؓ کے نہایت دور رسم نتائج سامنے آئے۔ سب سے اہم نتیجہ یہ تھا کہ رسول ﷺ کی وفات کے فوراً بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے

اس لشکر کو روانہ کر کے دنیا کو یہ مضبوط پیغام دیا کہ اسلامی قیادت اپنے فیصلوں میں کمزوری اور تذبذب کا شکار نہیں ہوتی، اور دشمن کو کبھی ریاست کی داخلی صورت حال کا فائدہ نہیں اٹھانے دیا جائے گا۔ اس اقدام سے رو میوں پر رعب طاری ہوا اور سرحدی قبائل نے مسلمانوں کے خلاف کسی بڑی مزاحمت کی ہمت نہ کی۔ دوسری اہم نتیجہ یہ تکالکے جزیرہ عرب کے اندر جن قبائل میں ارتاد یا بغاوت کے آثار پیدا ہو رہے تھے، وہ اس لشکر کی روانگی اور خلافت کی قوت دیکھ کر دب گئے، جس سے اسلامی ریاست کا سیاسی استحکام مضبوط ہو گیا۔ تیرسا یہ کہ مسلمانوں میں نوجوانوں کی قیادت اور اہلیت کو تسلیم کرنے کا رجحان مضبوط ہوا، کیونکہ اسامہؓ کی کامیابی نے ثابت کیا کہ نبوی معیار قیادت تحریبے اور صلاحیت پر قائم ہے۔ مزید یہ کہ اس سریہ نے امت کو یہ سبق دیا کہ ریاستی فیصلوں میں تسلسل، نظم اور اطاعت کسی بھی قوم کے دفاع کی بنیاد ہیں۔

عصر حاضر میں اس واقعے سے ہمیں کئی اہم اس باق ملتے ہیں۔ سب سے پہلا یہ کہ نبی کریم ﷺ کا حکم ہر حال میں سب سے مقدم ہوتا ہے، خواہ حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں، حتیٰ کہ مرض وفات میں بھی آپ ﷺ نے جو بہادیت دیں، انہیں صحابہؓ نے پوری قوت سے نافذ کیا۔ دوسری سبق یہ ہے کہ قیادت کے لیے عمر نہیں بلکہ اہلیت اور صلاحیت کو دیکھا جانا چاہیے۔ نوجوان اگر قبل اور باصلاحیت ہو تو اسے بڑی سے بڑی ذمہ داری دی جاسکتی ہے، جیسا کہ حضرت اسامہؓ کے معاملے میں ہوا۔ تیرسا کہ امیر اور قائد کی اطاعت ضروری ہے، کیونکہ معمولی اختلافات اور بے جا تنقید سے فتنہ اور انتشار جنم لیتا ہے۔ چوتھا یہ کہ جب دشمن کی طرف سے خطہ ظاہر ہو تو اس کا بروقت مقابلہ کرنا چاہیے، تا خیر نقصان دہ ہو سکتی ہے۔

مندرجہ بالا تمام سرایا اس بات کی واضح مثال ہیں کہ ایک ریاست اپنی بقا اور امن کے لیے صرف بڑی جنگوں پر انحصار نہیں کرتی، بلکہ بروقت، مدد و داور حکمتِ عملی پر مبنی اقدامات کے ذریعے داخلی اور خارجی خطرات پر مؤثر قابو پاتی ہے۔ یہ سرایانہ صرف عسکری بصیرت کا مظہر ہیں بلکہ جدید دور میں دفاعی حکمتِ عملی کے لیے بھی عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ تمام سرایا جمیع طور پر ہمیں سکھاتیں ہیں کہ کامیابی کا راز اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی اطاعت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سنت نبوی ﷺ پر پوری استقامت سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

### حوالی و حوالہ جات

- (1) جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور، لسان العرب، دار الصادر، بیروت، 1414ھ، جلد: 2، صفحہ: 234
- (2) محمد بن عمر الواقدی، کتاب المغازی، دار الکتب العلمی، بیروت، 1989ء، جلد: 1، صفحہ: 35
- (3) شاہ مصباح الدین شکیل، سیرت احمد مجتبی ﷺ، غالب اکیڈمی، دہلی، 1988ء، جلد: 2، صفحہ: 170
- (4) علامہ شبلی نعماں، سیرت النبی ﷺ، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، عظم گڑھ، 1974ء، جلد: 1، صفحہ: 418
- (5) مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، الریحیں المحتوم، المکتبہ السلفیہ، لاہور، 2014ء، صفحہ: 482
- (6) محمد حسین بیکل، حیات محمد ﷺ، مترجم محمد وقار، آر ار پرنسپر، لاہور، 2011ء، صفحہ: 410-412
- (7) مولانا محمد ادريس کاندھلوی، سیرت مصطفیٰ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2002ء، جلد: 2، صفحہ: 535
- (8) علامہ شبلی نعماں، سیرت النبی ﷺ، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، عظم گڑھ، 1974ء، جلد: 3، صفحہ: 30

- (9) قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ اللہ علیہن، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1998ء، جلد: 2، صفحہ: 287-286
- (10) الرجیق المختوم، محوالہ بالا، صفحہ: 1204
- (11) سیرت النبی ﷺ، محوالہ بالا، جلد: 2، صفحہ: 261-260
- (12) طالب ہاشمی، حضرت خاک بن سفیان سیاف رسول ﷺ، مہنامہ حجاب اسلامی، نئی دہلی، شمارہ: ستمبر 2024، ISSN: 2395-2970، 2024ء، <https://hijabislami.in> ویب سائٹ: حضرت خاک بن سفیان سیاف رسول ﷺ/
- (13) سیرت النبی ﷺ، محوالہ بالا، جلد: 4، صفحہ: 177
- (14) مولانا محمد رفع عثمانی، سیرت خاتم الانبیاء، لاہور، مکتبہ قریشی، 1968ء، جلد: 2، صفحہ: 487
- (15) ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، سشن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ، 1418ھ، کتاب الحجاء، باب لاطاعہ فی مھصیہ اللہ، رقم 2863: الحدیث
- (16) الرجیق المختوم، محوالہ بالا، صفحہ: 549
- (17) سیرت خاتم الانبیاء، محوالہ بالا، جلد: 2، صفحہ: 494
- (18) سیرت خاتم الانبیاء، محوالہ بالا، جلد: 2، صفحہ: 502-503
- (19) ابو محمد عبد المالک ابن ہشام، سیرت النبی، مترجم: مولوی قطب الدین احمد محمودی، اسلامی کتب خانہ، لاہور، 2004ء، جلد: 4، صفحہ: 254
- (20) سیرت النبی ﷺ، محوالہ بالا، جلد: 5، صفحہ: 95-98
- (21) الرجیق المختوم، محوالہ بالا، صفحہ: 400-402
- (22) محمد بن اہم علی بن بخاری، صحیح بخاری، دار طوق الجاہ، بیروت، 1422ھ، کتاب المغازی، باب بعث النبی ﷺ اسالہ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ، رقم 4469: الحدیث
- (23) مولانا صدر حسین، سیرت خاتم الانبیاء ﷺ، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، س، صفحہ: 785-790

## References

- (1) Jamaluddin Muhammad bin Mukarram Ibn Manzoor, Lisan al-Arab, Dar Sadir, Beirut, 1414 AH, Vol. 2, Page 234
- (2) Muhammad bin Omar al-Waqidi, Kitab al-Maghazi, Dar al-Kutab al-Ilmiyah, Beirut, 1989, Vol. 1, Page 35
- (3) Shah Misbahuddin Shakeel, Seerat Ahmad Mujtaba (peace be upon him), Ghalib Academy, Delhi, 1988, Vol. 2, Page 170
- (4) Allama Shibli Nomani, Seerat al-Nabi (peace be upon him), Dar al-Musannafeen Shibli Academy, Azamgarh, 1974, Vol. 1, Page 418
- (5) Maulana Safi ur Rehman Mubarakpuri, Al-Raheeq al-Makhtum, Al-Muktabah al-Salafiya, Lahore, 2014, Page 482
- (6) Muhammad Hussain Haikal, Hayat-e-Muhammad (peace be upon him), translated by Muhammad Waqas, RR Printers, Lahore, 2011, pp. 410-412
- (7) Maulana Muhammad Idris Kandhalvi, Seerat Mustafa, Maktaba Islamia, Lahore, 2002, vol. 2, p. 535
- (8) Allama Shibli Nomani, Seerat-un-Nabi (peace be upon him), Dar-ul-Musannafeen Shibli Academy, Azamgarh, 1974, vol. 3, p. 130

- (9) Qazi Muhammad Suleman Mansoor Puri, Rahmat-ul-Aalameen, Idara Islamiyat, Lahore, 1998, vol. 2, p. 286-287
- (10) Al-Raheeq Al-Makhtum, quoted above, p. 1204
- (11) Seerat-un-Nabi (peace be upon him), quoted above, vol. 2, p. 260-261
- (12) Talib Hashmi, Hazrat Dahhak (may Allah be pleased with him) bin Sufyan Sayyaf-e-Rasul (peace be upon him), Monthly Hijab-e-Islami, New Delhi, Issue: September 2024, ISSN: 2395-2970, <https://hijabislami.in> Website: Hazrat Dahhak bin Sufyan Sayyaf-e-Rasul /
- (13) Seerat-ul-Nabi ﷺ, Maholah al-Balah, Vol. 4, Page: 177
- (14) Maulana Muhammad Rafi' Athani, Seerat-ul-Khatam al-Anbiya, Lahore, Maktaba Qurayshiya, 1968, Vol. 2, Page: 487
- (15) Ibn Majah Abu Abdullah Muhammad bin Yazid al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Dara-Riya' al-Kuttab al-Arabiya, Cairo, 1418 AH, Kitab al-Jihad, Chapter La Ta'a' fi Ma'siya Allah, Hadith No. 2863
- (16) Al-Raheeq al-Makhtum, Maholah al-Balah, Page: 549
- (17) Seerat-ul-Khatam al-Anbiya, Maholah al-Balah, Vol. 2, Page: 494
- (18) Seerat Khatam Al-Anbiya, quoted above, vol. 2, pp. 502-503
- (19) Abu Muhammad Abdul Malik Ibn Hisham, Seerat Al-Nabi (peace be upon him), translated by Maulvi Qutbuddin Ahmad Mahmudi, Islamic Library, Lahore, 2004, vol. 4, pp. 254
- (20) Seerat Al-Nabi (peace be upon him), quoted above, vol. 5, pp. 95-98
- (21) Al-Raheeq Al-Makhtum, quoted above, pp. 400-402
- (22) Muhammad bin Ismail Bukhari, Sahih Bukhari, Dar Toq Al-Najjat, Beirut, 1422 AH, Kitab Al-Maghazi, Chapter on the sending of the Prophet (peace be upon him) to Usama bin Zaid (may Allah be pleased with him) due to the illness in which he died, Hadith No. 4469
- (23) Maulana Safdar Hussain, Seerat Khatam Al-Anbiya (peace be upon him), Idara Maarif Islamic, Lahore, 2004, pp. 785-790